مختصر سوانح حیات و خدمات

شیخ المشائخ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ

شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ محمد کرامت اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ مولانا حافظ محمد مسعود احمد چشتی صابری دہلوی علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری مدظلہ العالی

مع

شجرۂ مبارکہ

حضراتِ چشتیہ صابریہ قدس اللہ اسرارھم

وافاض علینا برکاتھم وفیوضاتھم ونعمائھم بھاو شفاعاتھم وکراماتھم

مؤلف

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی چشتی صابری

(ناظمِ تعلیمات و اُستاذ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی)

سند اجازت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ　　　نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

حقیر فقیر امیدوار رحمت رب قدیر محمد مسعود احمد خلف حضرت شیخ المشائخ مولانا الحاج شاہ محمد کرامت اللہ خانصاحب قدس سرہ خلیفہ حضرت عارف باللہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ العزیز جن کو حضرت امداد اللہ مکی سے چاروں خاندان چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی کی تحریری اجازت حاصل تھی، جو میرے پاس محفوظ ہے۔ حسن اتفاق سے اس عاجز کو ایک جماعت کثیر علماء و مشائخ کی معیت میں ذیقعدہ ۱۳۵۹ھ حرمین شریفین کی حاضری کا شرف نصیب ہوا۔ اس وقت مکہ معظمہ میں حضرت حاجی صاحب کے خلیفہ حضرت مولانا محمد شفیع الدین تشریف فرما تھے، جو آخری خلیفہ مسند خلافت پر متمکن تھے، ان سے نیاز حاصل ہوا، مجھ پر کمال شفقت یہ معلوم کرکے کہ میں مولانا محمد کرامت اللہ علیہ رحمۃ کا فرزند ہوں، محبت فرمائی، دعا دی اور کتاب حزب البحر کی مع اجازت مرحمت فرمائی اور اپنے دستخط کتاب پر ثبت فرمائے یہ اجازت نامہ ۱۵ ذوالحجہ کو عطا فرمایا۔ اب اس نعمت روحانی فاضل نوجوان مولانا الحاج جمیل احمد نعیمی کرامتی جو کہ میرے خویش بھی ہیں، ان کو اس کا اہل اور صاحب صلاحیت و نیدار یقین کرتے ہوئے یہ روحانی دولت ان کو تفویض کرتا ہوں، اور اجازت دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولا تعالیٰ ان کو مستفیض فرمائے۔

نیز مولانا موصوف جس کسی کو خواہشمند پائیں اس کو بھی اجازت دینے کے مجاز ہوں گے، تاکہ یہ کرامتی امداد اللہی فیض جاری و ساری رہے اور اہل اللہ کی روحانیت سے استفادہ ہوتا رہے۔

دعاگو

محمد مسعود احمد، خطیب دہلوی،

بوہرہ پیر - کراچی - ۲۶، صفر ۱۴۰۱ھ

مختصر سوانح حیات وخدمات

شیخ المشائخ حضرت مولانا حاجی امداداللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمۃ

شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ محمد کرامت اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ مولانا حافظ محمد مسعود احمد چشتی صابری دہلوی علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری مدظلہ العالی

مع

شجرۂ مبارکہ

حضراتِ چشتیہ صابریہ قدس اللہ اسرارھم

وافاض علینا برکاتھم وفیوضاتھم ونعمائھم بھما وشفاعاتھم وکراماتھم

﴿مؤلف﴾

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی چشتی صابری

(ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی)

مختصر سوانح حیات وخدمات

سعادتِ نشرواشاعت

بزم چشتیہ صابریہ

دارالعلوم نعیمیہ بلاک نمبر ۱۵، دستگیر سوسائٹی، فیڈرل بی ایریا کراچی

رابطہ نمبر: 0300-3532440 - 021-36324236

حاجی الحرمین الشریفین، شیخ المشائخ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمہ

اس جہاں میں بے شمار لوگ آئے اور پیوندِ خاک ہو گئے۔

مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

لیکن کچھ حضرات ایسے بھی ہوتے ہیں اس کہ دنیا فانی سے دنیا باقی کی طرف روانہ ہونے کے بعد بھی اپنے حسنِ عمل اور اخلاق، دینی خدمات نیز دینی، دنیاوی اور روحانی تصرفات کی وجہ سے اپنے نقوش عوام وخواص کے قلوب اذہان چھوڑ جاتے ہیں یہ وہی حضرات ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمٰن محبت (لوگوں کے دلوں میں محبت ڈال دے گا) کردے گا۔ (سورۂ مریم: آیت ۹۶)

تشریح: صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت حکیم سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اشرفی علیہ الرحمۃ اس آیت کی تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں یعنی اللہ انھیں اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ فلاں میرا محبوب ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے کو محبوب رکھتا ہے سب اس کو محبوب رکھیں تو آسمانوں والے اس کو محبوب رکھتے ہیں پھر زمین میں بھی ان کی مقبولیت عام کردی جاتی ہے۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ مومنین صالحین اور اولیائے کاملین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے جیسے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ اور حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہم اور دیگر حضرات اولیائے کاملین کی مقبولیتیں ان کی محبوبیت کی دلیل ہے۔

(کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن مع خزائن العرفان سورہ مریم آیت ۹۶ صفحہ ۵۶۱)

هم القوم لا يشقىٰ جليسهم .

ترجمہ: وہ اولیاء کرام کی ایسی جماعت ہے جن کی صحبت میں بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوتا اگر بد بخت ہوتا ہے تو خوش نصیب ہو جاتا ہے اگر گناہ گار ہوتا ہے تو نیک و کار و تہجد گزار ہو جاتا ہے۔ یہی اولیاء کرام کے فیوض و برکات اور ان کے تصرفات ہیں۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہا طاعت بے ریا

شاعر مشرق علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہہ گئے۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان کی زور بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

حاجی الحرمین الشریفین، شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمہ کی ولادت ۲۲ صفر المبارک ۱۲۳۳ھ/ یکم جنوری ۱۸۱۸ء کو نانوتا ضلع سہارن پور میں ہوئی۔ آپ کے والدین نے آپ کا نام ''امداد حسین'' رکھا تاریخی نام ''ظفر احمد'' ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ، بھائی اور بہنوں میں آپ سے زیادہ محبت فرماتی تھیں، ابھی سات سال کے تھے کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور آپ کے گھر والوں نے آپ کی پڑھائی پر خاص توجہ نہ دی۔ موصوف خود تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے اور قرآن عظیم حفظ کر لیا۔ ۱۶ سال کی عمر میں علامہ مملوک علی علیہ الرحمہ سے چند مختصر فارسی

اور صرف ونحو کی کتابیں پڑھیں۔ مشکوٰۃ شریف اور دیگر کتب وحدیث مولانا محمد قلندر جلال آبادی سے، حصن حصین فقہ اکبر مولانا عبدالرحیم سے پڑھیں۔

اسی زمانے میں آپ نے خواب دیکھا موصوف رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہیں لیکن حضور اکرم ﷺ کے جلال اور رعب کی وجہ سے قدم آگے نہیں بڑھتے۔ اس حالت میں انھوں نے دیکھا کہ ان کے جد امجد شاہ بلاقی تشریف لائے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر رسول معظم نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچادیا۔

ساری عمر قرآن عزیز حدیث رسول کریم کے اسرار بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مثنوی مولانا روم علیہ الرحمہ کے درس شریف کا سلسلہ بھی جاری رکھا نہ صرف برصغیر بلکہ حرمین شریفین میں بھی مثنوی شریف کا درس دیتے رہے۔ ۱۳ جمادی الآخر بروز بدھ ۱۳۱۷ھ کو آپ کا وصال ہوا اور جنت المعلیٰ (مکہ مکرمہ) میں آپ کا مزار مولانا رحمت اللہ کرانوی علیہ الرحمہ کے برابر میں ہے۔

انہی عظیم المرتبت اور پاک باز شخصیتوں میں حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سراج السالکین رہبر شریعت پیر طریقت حاجی الحرمین والشریفین حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی بھی تھے، آپ کے مریدین وخلفاء میں نہ صرف عام لوگ تھے بلکہ علماء اور مشائخ بھی تھے جن کے علم وفضل اور زہد وتقویٰ کا ڈنکا دور دور تک بج رہا تھا مگر افسوس صد افسوس ان کے مخالفین نے ان کا ذکر اپنی کتب میں کرنا پسند نہیں کیا۔ مخالفین نے حضرت قبلہ حاجی علیہ الرحمہ کے جن مریدین، معتقدین اور خلفاء کا ذکر کیا ہے وہ صرف ایک ہی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے انھوں نے صحیح العقیدہ (اہلسنّت وجماعت) کا ذکر اپنی کتب میں کرنا پسند نہیں کیا، حضرت کے مریدین اور معتقدین میں حسب ذیل بڑے بڑے علماء مشائخ بھی شامل تھے۔

(۱) شیخ المشائخ حضرت علامہ انوار اللہ شاہ صاحب چشتی صابری علیہ الرحمہ (مصنف

انوار احمدی)

(۲) حضرت مولانا احمد حسن علیہ الرحمہ کانپوری (ادارہ فیضان عام کانپور کے محدث ومفسر تھے)

(۳) فاضل جلیل عالم نبیل حضرت علامہ مولانا عبد السمیع بیدل صاحب

(۴) حضرت فاضل جلیل عالم بنیل پیر طریقت رہبر شریعت پیر سید مہر علی شاہ صاحب چشتی صابری علیہ الرحمہ (گولڑا شریف)

(۵) حضرت مولانا استاذ الاساتذہ احمد حسن صاحب (الہٰ آبادی)

(٦) مقرر شعلہ بیاں علامہ سید حمزہ صاحب چشتی صابری دہلوی علیہ الرحمہ

(۷) عالم باعمل صوفی باصفاء حضرت علامہ شفیع الدین نگینوی علیہ الرحمہ

(۸) قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین رہبر شریعت پیر طریقت حضرت علامہ مولانا شاہ محمد کرامت اللہ خاں صاحب چشتی صابری رام پوری دہلوی علیہ الرحمہ

(۹) بعدہٗ ان کے فرزند ارجمند حضرت علامہ حافظ محمد مسعود احمد صاحب چشتی صابری علیہ الرحمہ نے اس سلسلے کو آگے بڑھایا۔

اب یہ خدمت اس فقیر پُر تقصیر امیدوار رحمت رب قدیر جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری کو تحریری طور پر میرے سسر حضرت علامہ مسعود احمد چشتی صابری نے عطا فرمائی۔ان کے والد گرامی حضرت علامہ شاہ محمد کرامت اللہ صاحب چشتی صابری نے قرآن وحدیث کا ایک طویل عرصے تک درس دیا اور اپنے پیر ومرشد حاجی صاحب علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ کی مثنوی شریف کا درس بھی بڑے عمدہ اور علمی تحقیقی دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مثنوی شریف کا وہی شخص درس دے سکتا ہے جس کو ظاہری اور باطنی علوم میں کمال حاصل ہو کیونکہ ان کے پیر ومرشد حاجی صاحب علیہ الرحمہ نے حرمین طیبین اور خاص طور پر حرم

مکی میں بیٹھ کر درس دیا اور ختم مثنوی کے بعد آپ کا یہ معمول تھا کہ حاضرین میں سردی اور گرمی کے لحاظ سے مشروب پیش کیا کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ قبلہ حاجی صاحب علیہ الرحمہ صحیح العقیدہ اور آپ پکے اہلسنّت تھے جن کے ہاں نذر و نیاز، گیارہویں شریف اور قیام سلام کا معمول تھا جس پر ان کا ایک تحریر کردہ رسالہ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' گواہ ہے جس پر ان کے مریدین کی مندرجہ ذیل کتابیں گواہ ہیں۔

- حضرت علامہ عبدالحق محدث الٰہ آبادی کی کتاب میلاد مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ ﷺ
- حضرت علامہ مولانا انوار اللہ خان صاحب حیدری آبادی کی کتاب انوار احمدی

مشہور و معروف ہیں اور عالم باعمل صوفی باصفا علامہ عبدالسمیع صاحب بیدلؔ علیہ الرحمہ کے علاوہ بہت سے علماء نے مسائل اہلسنّت پر کتب تحریر فرمائیں جو کہ حاجی صاحبؒ کے مرید اور خلفاء میں سے تھے۔

حاجی الحرمین الشریفین، شیخ المشائخ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی چشتی صابری علیہ الرحمہ کی تصانیف میں ''مثنوی مولانا روم پر فارسی زبان میں حاشیہ...... غذائے روح...... جہادِ اکبر...... تحفۃ العشاق...... درنامہ غضبناک...... ارشادِ مرشد...... ضیاء القلوب...... وحدۃ الوجود...... فیصلہ ہفت مسئلہ...... گلزارِ معرفت...... مرقوماتِ امدادیہ...... اور...... مکتوباتِ امدادیہ...... شامل ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ محمد کرامت اللہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ

دارالسلطنت دہلی جو کبھی علوم وفنون کا مرکز اور ولیوں کا گہوارہ تھا۔ ہر طرف علم وعرفان کے چشمے نظر آتے، رشد و ہدایت کے چرچے ہوتے، گوشہ گوشہ میں کوئی نہ کوئی اللہ تعالیٰ کا ولی روحانیت کا سبق دیتا، معرفت کے راستے بتاتا، حسن وصداقت کے گوہر لٹاتا، انہیں مقدس اور برگزیدہ ہستیوں میں ایک ذات والا جناب شیخ المشائخ حضرت مولانا مولوی الحاج شاہ محمد کرامت اللہ خان چشتی صابری صاحب امداد اللّٰہی کی بھی تھی جو علوم ظاہری کی جامع اور علوم باطنی کی شمع، جماعت علماء میں یگانہ، دنیائے صوفیت میں کاملانہ حیثیت کی مالک سمجھی جاتی تھی۔ آپ کی شخصیت فقید المثال تھی۔ معدنِ فیوض ربانی، مطلعِ انوار سبحانی آپ کا خاص مقام تھا۔ بڑے بڑے اکابر علماء آپ سے شرفِ تلمذ رکھتے تھے۔ آپ کے پائے کا عالم کامل اس دور میں دور دور تک نظر نہ آتا، سادگی وانکساری، کسرِ نفسی قدرت نے بہ درجہ اُتم آپ کو عطا فرمائی تھی غریبوں سے قرب اور امیروں سے بُعد آپ کے خصائل میں شامل تھا۔ کبھی جماعت سے نماز ادا کرنے میں تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی۔

رشد و ہدایت کے لیے افہام وتفہیم کے واسطے استفسارات کے لیے آپ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا۔ جب تک اہل دہلی آپ سے کسی بھی بات کی تسلی نہ کر لیتے تھے، اس وقت تک مطمئن نہ ہوتے تھے۔ ہر وقت مشکل سے مشکل سوالات کے جوابات ساکت و صامت منٹوں میں حل فرما دیا کرتے تھے، ہر نماز کے بعد بھی یہ ہی سلسلہ جاری رہتا، جب بھی کوئی آپ سے سوال کر دیتا تو حضرت کی زبانِ فیض ترجمان سے تحقیق وتدقیق کا دریا موجیں مارنے لگتا۔

اکثر ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ بعض حضرات ادب کی وجہ سے اپنے دل کی

بات عرض کرتے ہوئے جھجک محسوس کرتے اور مدعا اپنے دل میں ہی رکھتے مگر حضرت قبلہ کی مشہور کرامت یہ بھی ہے کہ دلوں کے خدشات پر مطلع ہوکر خود بہ خود اس کی جانب توجہ فرما کر اس طرح ارشاد فرماتے کہ بعض لوگ اپنے دل میں یہ خیال رکھتے ہیں، فلاں فلاں وسوسے لیے رہتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے۔

ذوقِ عبادت اور شوقِ سجدہ کا عالم یہ تھا کہ آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں تقریباً بائیس علوم حاصل فرما کر سند لے لی تھی، جو اُن کے صاحبزادے اور جانشین جناب مولانا الحاج شاہ مسعود احمد خان صاحب خطیب ماری مسجد کے پاس بہ طور تبرک موجود تھی، جس پر جید علماءِ کرام کی مواہیر اور دستخط ہیں۔

اتنی کم عمری میں اتنے علوم کا حاصل کر لینا عطائے خداوندی کی روشن دلیل ہے۔ اس کم عمری میں جبکہ آپ سبزۂ آغاز تھے، درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرما دیا اور دور سے طلبہ آپ کی قابلیتِ علمی سن کر شاگردی میں آنے لگے۔ معمر اور سفید ریش طالب علم اس نوعمر ولی کی صحبت پاکر معقول ومنقول کا کٹھن راستہ قلیل عرصے میں طے کر کے دینِ اسلام کی خدمت میں مشغول ہوتے نظر آتے اور سینکڑوں مذہبی شمعیں روشن فرمادیں، حضرت کے خاص شاگردوں میں قابل ذکر چند نام پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت مولانا الحاج شاہ سید دیدار علی صاحب قادری محدث الوری، خطیب مسجد وزیر خان لاہور، امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف، لاہور

(۲) حضرت مولانا حبیب المرسلین صاحب، نائب مفتی، مدرسہ امینیہ دہلی

(۳) حضرت مولانا شاہ سید حمزہ صاحب، دہلی

(۴) مولانا عبدالغنی صاحب، محدث فتح پور دہلی

(۵) حضرت مولانا محمد نسیم احمد صاحب، خطیب مسجد سنہری چاندنی چوک دہلی

(۶) حضرت مولانا محمد حسین صاحب، مدرس مدرسہ فتح پور دہلی

(۷) حضرت حبیب احمد صاحب، مدرس مدرسہ فتح پور دہلی

(۸) حضرت مولانا نثار احمد صاحب آٹے والے، قصاب پورہ دہلی
(۹) حضرت مولانا الحاج عبدالرحیم صاحب، خطیب وامام چھوٹی مسجد باڑہ ہندوراؤ دہلی
(۱۰) حضرت مولانا قطب الدین صاحب گنوری خطیب مسجد قصابان محلّہ بیوپاریاں رہتک
(۱۱) حضرت مولانا حبیب احمد خان صاحب رام پوری کوچہ پنڈت دہلی

نسبت وخلافت:

آپ کا سلسلہ چشتیہ صابریہ تھا اور اسی سلسلہ میں بیعت فرماتے تھے، گو آپ کو اجازت تو مختلف سلاسل سے حاصل تھی۔ چشتیہ، صابریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، مگر بیعت آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں فرماتے تھے۔ حلقۂ مریدین اتنا وسیع تھا کہ تمام ملک میں آپ کے مرید پائے جاتے تھے۔ آپ کے پیرومرشد عالم شیخ العرب والعجم حضرت شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ آپ پر کمال شفقت فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ کرامت اللہ سے ہزاروں کو فیض پہنچے گا، درس وتدریس سے فراغت پاکر وعظ ونصیحت اور رشد وہدایت کی جانب توجہ فرمائی، مدرسہ حسین بخش، مٹیا محل متصل جامع مسجد دہلی ہر صبح کی نماز کے بعد درس شروع کیا، پہلے ہی سے مخلوقِ خدا آپ پر اعتقاد قائم لیے ہوئی تھی، مگر آپ کی سحر بیانی نے دنیا کو آپ کا گرویدہ بنا دیا تھا، انبوہ کے انبوہ وعظ سننے کے لیے پہنچنے لگے، حتیٰ کہ کثرتِ اژدھام کے باعث مدرسہ کی وسیع عمارت بھی تنگ پڑ جاتی، باہر سڑکیں بھر جاتی، اگرچہ اس زمانے میں لاؤڈ اسپیکر رائج نہیں ہوا تھا مگر یہ بھی کرامت تھی کہ آواز سب کو برابر پہنچتی، دور ونزدیک ہر شخص یہی سمجھتا کہ میں حضرت کی میز کے پاس ہوں۔

وعظ کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ جو بھی ایک مرتبہ آپ کا بیان گوشِ دل سے سن لیتا ناممکن تھا کہ اپنے دل میں عمل کا جذبہ لے کر نہ اٹھے اور قبیح سے قبیح عادت کے ترک کا عزم بالجزم نہ کرے، بیانِ رنگ تصوف کے خم میں ڈوبا ہوا تھا ایک مرتبہ جو بھی اس محفل میں شریک ہو جاتا اسے یہ چسکا پڑا ہوا کبھی نہ چھوٹتا، بلکہ جن لوگوں نے آپ

کی صحبت اختیار کی وہ بھی مشہور واعظ مقرر ہو گئے۔

علماء فضلاء جب بھی دہلی آتے وہ ضرور اس مجلس میں شریک ہو کر مستفیض ہوتے ، چالیس سال تک یہ جاری و ساری رہا اور طویل زمانہ میں سورہ یوسف مع حقائق و معارف بیان فرمائی، اکثر ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کریم کی تفسیر وہ بیان کرے جس کو جمیع علوم پر عبور حاصل ہو، چند کتابیں دیکھ کر، پڑھ کر یا اردو ترجمہ دیکھ کر مفسر القرآن بن جانا کوئی کمال نہیں۔

چالیس سال کے بعد آپ نے چاندنی چوک متصل گھنٹا گھر کوچۂ بابل عطار میں وعظ بیان فرمانا شروع کیا، کچھ عرصہ کے بعد باڑہ ہدن وراؤ چھوٹی مسجد میں بعد نماز صبح تفسیر قرآن کریم ترجمہ بخاری شریف احیاء العلوم امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ کا درس جاری ہوا۔ یوں تو حضرت کو ہر علم میں یدِ طولیٰ حاصل تھا مگر مثنوی شریف سننے کے شائقین یہی بتا سکتے ہیں کہ وہ لمحات جن میں انوار و برکات اور تصوف کے رموز و نکات کی بارش ہوتی تھی وہ کس قدر مقبول تھی، عالم ہو یا فاضل ہو، عام ہو یا خاص، ادنیٰ ہو یا اعلیٰ بے ساختہ کہہ اٹھتا کہ مثنوی اہلِ قال کا منصب نہیں بلکہ یہ حق اہلِ حال کا ہے اور مولانا روم علیہ الرحمۃ نے بھی خود ارشاد فرمایا ہے:

"قال راھگزار" مرد حال شو"

حضرت کا یہ مشغلہ آخری عمر تک جاری رہا، ضعیفی اور علالت کے سبب مسجد میں آنے سے معذوری ہوئی تب بھی یہ فیضان جاری رہا، مکان پر ہی خدام حاضر ہو جاتے اور ترجمہ مثنوی کی محفل شروع ہو جاتی۔

یہ وقت دیر تک نہ رہ سکا، آخر وہ وقت آن پہنچا کہ حضرت نے مثنوی کا دفتر یہ فرماتے ہوئے بند کیا، اب یہ کتاب ہمیشہ کے لیے بند ہوتی ہے، میرے بعد تم کو سمجھانے والا نہ ملے گا۔ مندرجہ ذیل منقبت حضرت کی شان میں مولانا افسر چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے پیش کی ہے۔

حضرت مولانا شاہ کرامت اللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تصور کام آیا حضرت شاہ کرامت کا
تجھے جلوہ دکھایا حضرت شاہ کرامت کا

بہت اونچا ہے پایا حضرت شاہ کرامت کا
کہ ہم پایا نہ پایا حضرت شاہ کرامت کا

زیارت کو چلو درگاہ خواجہ باقی باللہ میں
مبارک عرس آیا حضرت شاہ کرامت کا

کرامت اس کو کہتے ہیں جو آیا آستانے پر
بہت کچھ فیض پایا حضرت شاہ کرامت کا

کہاں تھی یہ میری قسمت جو میں دربار میں آتا
مجھے تو عشق لایا حضرت شاہ کرامت کا

میرے اللہ میں قربان جاؤں تیری قدرت کے
مجھے خادم بنایا حضرت شاہ کرامت کا

کسی نے مجھ سے پوچھا کس سے بیعت ہے
میرے دل نے بتایا حضرت شاہ کرامت کا

تیرے دربار میں یہ افسرؔ محتاج حاضر ہے
ملے صدقہ خدایا حضرت شاہ کرامت کا

۱۴ ربیع الاول قطعہ تاریخ وصال ۱۳۴۶ھ

ان سے ہندوستان تھا روشن
ان سے پر نور شہر دہلی تھا
یہ ہے افسرؔ وصال کی تاریخ
گل ہوا چراغ دلی کا

قطعہ تاریخ وصال

حضرت مولانا شاہ کرامت اللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

سال وصال ۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء

O

گلابِ باغِ امداد الٰہی تھا — تھا جس میں رنگِ بستانِ محمد
تمام عمر عظمتِ توحید کے ساتھ — بیاں کرتا رہا شانِ محمد
مدرس احترامِ مصطفیٰ کا — وہ عاشق وہ ادب دانِ محمد
علومِ ظاہر و باطن کا جامع — وہ شمعِ حسنِ ایوانِ محمد
خزینہ دار قرآنی حکم کا — قسیمِ کنزِ عرفانِ محمد
معارف آشنا تھا مثنوی کا — اُسے حاصل تھا فیضانِ محمد
تصوف کے حقائق کا وہ محرم — وہ محبوبِ غلامانِ محمد
مہِ اوجِ خطابت تھا وہ اُس کے — تھے گرویدہ محبانِ محمد
ہوا رخصت جہانِ آب وگل سے — ولی حق کا، ثنا خوانِ محمد
رقم طارقؔ نے کی تاریخ رحلت — "بہشت علم و عرفانِ محمد"

۱۳۴۶ھ

حضرت مولانا شاہ کرامت اللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

سال وصال ۱۳۴۶ھ

بہ الفاظ بہ حساب ابجد

''فروغِ بزمِ ھو''

''حسن واحتشام فقرِ محمد''

''فضیلت طیبہ''

''فردوس انوار و برکاتِ مدینہ''

''حسن طیبہ، سعادت وکرامت''

''طیبِ بہشتِ حقیقت''

''خورشیدِ مطلعِ کمالِ بندگی''

''تصویرِ خوبیِ حبیب''

''یگانہ استاذِ زمان''

''مجسمۂ تورع وتقویٰ''

''اوج وافتخارِ اولیا''

''زیب بامِ بہشتِ عرفان ویقین''

''گلبنِ اخلاص وتقویٰ''

''صدق وتدیّن وتورّع''

''قاسم جواہرِ رشد وہدایت''

''منیر بزمِ معارف مثنوی''

''بہشتِ علم وعرفان محمد''

سال وصال ۱۹۲۷ھ

بہ الفاظ بہ حساب ابجد

''اعزازِ نطق، خطیب ذی شان''

''خورشید طریقت حبیب اللہ''

''عظمت دنیائے فقر نبی''

''بصیرت کا چراغ''

''درخشاں آفتابِ جہانِ مصطفیٰ''

''ذاخرادب وپاکی فقر''

''خورشیدِ علمِ وکرامت''

نتیجہ فکر

''محبّ خوبیِ جہانِ چشت''

(۱۴۳۰ھ)

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

حضرت علامہ مولانا حافظ محمد مسعود احمد چشتی صابری دہلوی علیہ الرحمۃ

ایشیائے کوچک جس کو تاریخ میں برصغیر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس کے سرسبز و شاداب شہروں میں سے ایک شہر دہلی کا بھی شمار ہوتا ہے جو کہ صنعت و حرفت اور علم و فضل نیز تہذیب و تمدن کے لحاظ سے ممتاز منفرد نظر آتا ہے۔ اس بے شمار خوبیوں کے شہر میں خانوادے شاہ کرامت کے گھر ایک بچہ ۱۳۲۵ھ میں جنم لیتا ہے جو کہ آگے چل کر حضرت علامہ مولانا حافظ الشاہ محمد مسعود احمد صاحب چشتی صابری دہلوی علیہ الرحمۃ کے نام نامی اسم گرامی سے شہرت حاصل کرتا ہے۔ آپ حسین و جمیل اور شکیل ہونے کے ساتھ ذہانت و فطانت کا پیکر بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ظاہری حسن و جمال کے ساتھ حسنِ اخلاق کی دولت سے بھی نوازا تھا۔

آپ کے تین بھائی اور تین بہنیں تھیں، آپ سب سے چھوٹے تھے، لہٰذا والدین اور بہن بھائیوں کے لاڈلے بھی ہوئے۔ بڑے بھائی مولانا محمد حنیف صاحب جوانی میں ہی والدین کی موجودگی میں انتقال فرما گئے۔ دوسرے بھائی محمد احمد صاحب کا انتقال کراچی میں ہوا، لہٰذا ڈاکٹر حافظ فیوض الرحمٰن صاحب کا یہ تحریر کرنا کہ ''مولانا محمد احمد صاحب ۱۹۴۷ء کے فسادات میں باڑے ہندواؤ میں شہید ہو گئے'' صحیح نہیں۔

(بہ حوالہ: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور ان کے خلفاء، صفحہ ۲۶۸)

حضرت مولانا حافظ محمد مسعود احمد صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے اساتذہ کرام میں مندرجہ ذیل نامی گرامی اکابرین شامل ہیں جن سے آپ نے حفظ اور علومِ دینیہ کی تحصیل و تکمیل فرمائی۔ حافظ و قاری عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمۃ، حضرت صدرالافاضل مناظر اسلام مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمۃ، شیخ

التفسیر والحدیث حضرت علامہ مولانا سید ابوالبرکات صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ، تاج العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عمر صاحب نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ ابتداء میں کچھ اپنے والد ماجد فاضل جلیل عالم نبیل واعظ خوش بیان خطیب ذیشان حضرت مولانا حافظ قاری الشاہ محمد کرامت اللہ خان صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے بھی علمی وعملی اور روحانی فیوض وبرکات حاصل کیے ہیں۔

سید ابوالبرکات صاحب قادری اشرفی علیہ الرحمۃ سے حزب الاحناف لاہور میں اس لیے پڑھتے رہے کہ سید صاحب آپ کو لاہور لے آئے تھے، کیونکہ قبلہ سید صاحب کے والد ماجد حضرت علامہ مولانا سید دیدار علی نقشبندی الوری علیہ الرحمۃ، حضرت مولانا حافظ قاری الشاہ محمد کرامت اللہ خان صاحب چشتی صابری علیہ الرحمتہ سے بھی کچھ تلمذ رکھتے تھے، اس لیے سید موصوف ''ھل جزاء الاحسان الا الاحسان'' کے حکم کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے ادارے حزب الاحناف لاہور لے آئے تھے، بعدہٗ صدر الافاضل فخر الاماثل آپ کو لاہور سے مرادآباد لے گئے۔

لاہور کے زمانہ تعلیم میں حضرت مولانا محمد مسعود احمد صاحب چشتی علیہ الرحمتہ کے مشہور ومعروف ساتھیوں میں واعظ شیریں بیاں خطیب ذیشان حضرت مولانا غلام دین علیہ الرحمۃ لوکوشیڈ والوں کے علاوہ مناظر اسلام خطیب شعلہ بیان حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب سیالکوٹی علیہ الرحمۃ بھی ہیں۔

حضرت مولانا محمد مسعود احمد صاحب علیہ الرحمتہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے سند فراغ حاصل کرنے کے بعد واپس دہلی تشریف لے آئے اور اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد امامت وخطابت، تحریر وتقریر کی صورت میں دینی خدمات سرانجام دینا شروع کر دیں، نہ صرف وعظ وتقریر کے لیے آپ نے کلکتہ بمبئی کے علاوہ دیگر شہروں کے دورے شروع کیے بلکہ الرسالت کے نام سے ایک ماہنامے کا آغاز بھی

کیا۔ نیز یہ کہ نذر و نیاز، ایصال ثواب، عقائد اور معمولات اہلسنّت پر مخالفین سے مناظرے بھی کیے۔ اللہ کے فضل و کرم اور حضور اکرم ﷺ کے صدقے سے کامیاب بھی رہے۔

پاک و ہند کی تقسیم کے بعد کچھ عرصے آپ نے لاہور میں قیام فرمایا۔ بعد میں کیونکہ اکثر عزیز و اقارب اور مریدین و متوسلین کراچی میں تھے، اس لیے مستقل قیام کراچی میں فرمایا۔ اس کے بعد کراچی کے مشہور و معروف علاقہ رنچھوڑ لائن میں صابری مسجد کی بنیاد رکھی گئی اور اس میں امامت و خطابت، وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ حضرت موصوف کو شروع میں بعض حضرات کی مخالفت و مزاحمت کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ بعدہٗ مولائے کریم کے کرم اور رسول اللہ ﷺ کی نظر کرم سے مخالفین جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔

کراچی میں حضرت کے محرم شریف کے وعظ کی بڑی شہرت تھی۔ پنجاب کے بڑے بڑے مشہور و معروف علمائے کرام کے وعظ اپنی جگہ لیکن محرم شریف میں حضرت کی تقریر کا انداز ہی مختلف تھا، جو اپنے اندر سوز و گداز لیے ہوئے تھا اور یہ محرم شریف کی محافل و مجالس دس روز نہیں بلکہ چالیس روز تک جاری رہتی تھیں، جس میں توحید و رسالت، شان اہل بیت اطہار و مقام صحابہ کبار کے علاوہ اولیائے ابرار کے فضائل و مناقب بھی ہوتے تھے۔

جناح اسٹریٹ میں ایک طرف الفاروق ہوٹل اور دوسری طرف گوشت مارکیٹ تک سر ہی سر نظر آتے تھے۔ خواتین کی بھی ایک بڑی تعداد ہوتی تھی۔ شب میں تلاوت کا آغاز مخدوم و محترم قاری محمد ممتاز احمد رحمانی مرحوم فرماتے اور نعت شریف مختلف نعت خواں حضرات پیش کرتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کراچی میں کئی بڑے خطیب اور شیریں بیان مقرر تھے۔ جن میں حضرت علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب

سیالکوٹی، مولانا قاری احمد حسین صاحب فیروز پوری علیہ الرحمۃ، خطیب پاکستان مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ قابل ذکر ہیں۔

حضرت مولانا محمد مسعود احمد چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے جن علماء کرام ومشائخ عظام سے مخلصانہ اور برادرانہ مراسم تھے، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

- حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالحامد صاحب بدایونی قادری علیہ الرحمتہ
- حضرت مولانا سید ناصر جلالی صاحب علیہ الرحمتہ
- حضرت مولانا محمد نسیم احمد صاحب علیہ الرحمتہ
- حضرت مولانا محمد شبیر احمد صاحب دہلوی علیہ الرحمتہ (خطیب مسجد فردوس)
- حضرت مولانا احمد حسین صاحب فیروز پوری علیہ الرحمتہ
- حضرت مولانا محمد عمر الٰہی صاحب دہلوی علیہ الرحمتہ
- حضرت مولانا محمد مشتاق نواب دہلی والے علیہ الرحمتہ
- حضرت مولانا محمد امیر احمد صاحب جودھ پوری علیہ الرحمتہ
- حضرت مولانا سید عبدالسلام صاحب باندوی علیہ الرحمتہ
- حضرت مولانا محمد اطہر نعیمی اشرفی صاحب
- قائد اہلسنّت مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا حافظ قاری شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمتہ
- حضرت اشرف المشائخ سید احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا حافظ محمد مسعود احمد صاحب چشتی صابری علیہ الرحمتہ ایک بھرپور زندگی گزارنے کے بعد اندازاً پچاسی (85) سال کی عمر میں 29 جولائی 1986ء مطابق 22 ذیقعدہ 1402ھ کو وصال فرما گئے۔ وصال کے وقت آپ کی اہلیہ محترمہ کے علاوہ بیٹے بیٹیاں اور تمام داماد موجود تھے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حضرت مولانا حافظ محمد مسعود احمد صاحب چشتی صابری علیہ الرحمتہ کو اپنے

والد ماجد سے بیعت وخلافت حاصل تھی، کیونکہ موصوف کی وفات رات میں ہوئی تھی، اس لیے دوسرے دن نمازِ ظہر کے بعد نمازِ جنازہ صابری مسجد میں ہوئی، جہاں آپ ایک عرصہ تک امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ علمائے کرام ومشائخ عظام کی ایک کثیر تعداد کے علاوہ لوگوں نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کی۔ آپ کی نمازِ جنازہ قائد اہلسنّت مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا حافظ قاری شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی علیہ الرحمتہ نے پڑھائی۔ اس کے بعد نیو کراچی کے قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی، جہاں پر آپ آسودۂ خاک ہیں۔

زندگی ان کی ہے جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

آہ آہ عبد مغفور

۱۴۰۶

وصال عابدزمان مولانا محمد مسعود احمد خان

۱۴۰۶

واصل عالم بالا محمد مسعود احمد خان

۱۴۰۶

ہادی زادہ حافظ محمد مسعود احمد دہلوی

۱۴۰۶

فدائے جلوۂ حق محمد مسعود احمد خان دہلوی

۱۴۰۶

وفات حسرت آیات ہادی زادہ محمد مسعود دہلوی

۱۴۰۶

اللھم اغفر وجھہ

۱۴۰۶

غم اجل محمد مسعود احمد

۱۴۰۶

قبر مولانا محمد مسعود احمد

۱۴۰۶

۱۶ ذی الحج ۱۴۰۶ھ

فقیر قادری سگ بارگاہِ رضوی
محمد ابراہیم خوشتر صدیقی غفرلہ المولیٰ الباری

❁ ❁ ❁

نذرانہ عقیدت ومحبت

آیئے وقت یہ غنیمت ہے — دیں کا جلسہ ہے حق کی رحمت ہے
بارشیں ہو رہی ہیں عرفاں کی — اب کشادہ درِ کرامت ہے
ہر طرف ہے ضیاء مہر علوم — آج انوارِ حق کی کثرت ہے
حامل علم مولوی مسعود — جن کے سر طرۂ فضیلت ہے
وہ خلیفہ بھی ہیں انھیں کے لیے — مسندِ حضرتِ کرامت ہے
ان کے دستار باندھی جائے گی — یہ عمامہ خدا کی رحمت ہے
ہاں اِسی کی خوشی کا ہے جلسہ — ہاں اسی کی تو یہ مسرت ہے
وہ بزرگانِ دین آئے ہیں — جن کے قدموں میں فیض وبرکت ہے
علماء کا یہ اجتماعِ عظیم — دہلی والو! خدا کی قدرت ہے
اُن کی تقریریں ہوں گی دہلی میں — جن کے سینے میں نورِ رحمت ہے
اک اک شیر ہے طریقت کا — اک اک نیر شریعت ہے
جلسہ اٹھارہ سے ہے بیسویں تک — تین دن تک یہ لطف وراحت ہے
یہی ہے ماہِ عید ماہِ سعید — للہ الحمد خوب برکت ہے
دن ہے اتوار و پیر و منگل کا — یاد رکھنے کی یہ عبارت ہے
مسجد شیخاں باڑہ ہندو راؤ — کیا پتا صاف درحقیقت ہے
آؤ جلسہ میں برکتیں لوٹو — اے مسلمانو! عام دعوت ہے
کس قدر صاف کس قدر واضح — ما شاء اللہ پیامِ شوکت ہے

★ ۱۹۴۵ء میں حضرت علامہ مسعود احمد چشتی علیہ الرحمۃ کی دستار بندی کے موقع پر ایک عقیدت مند کا نذرانہ عقیدت ومحبت........جس کو بہ صد شکریہ شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔

منجانب: اہل محلہ شیخاں، باڑہ ہندو، راؤ دہلی، ہندوستان

حضرت علامہ مولانا حافظ الشاہ محمد مسعود صابری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
(سال وصال ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء)

(۱)

علم میں تھا بلند اس کا مقام
تھی مثالی بصیرتِ مسعود
شہ کرامت کا تھا وہ نورِ نظر
اللہ اللہ عظمتِ مسعود
مُلکِ عرفاں کا بادشاہ تھا جو
اُس سے پائی خلافتِ مسعود
تھی ارادت مُبارک و میمون
قابلِ رشکِ بسنتِ مسعود
فیض یابِ نعیم و بوالبرکات
دیکھیے اوجِ قسمتِ مسعود
اُس کا وعظ و بیان پرتاثیر
دل نشیں تھی خطابتِ مسعود
وہ مزاجِ سعید کا مالک
حق نے بخشی تھی فطرتِ مسعود
اہلِ دل نے نظروروں نے کیا
اعتراف وجاہتِ مسعود
''مژدۂ اجر و مغفرت'' طارق
گفتہ ام سالِ رحلتِ مسعود
۱۹۸۶ء

(۲)

عطا کی تھی خدائے مصطفیٰ نے
اُسے عرفاں کی حکمت کی دولت
وہ عکس اسلاف کے جاہ و حشم کا
بزرگوں کا وہ نقشِ اوجِ وعظمت
حسیں پیرایۂ نطق و بیاں تھا
مؤثر اس کا اندازِ خطابت
نعیمی باغِ علم و فقر کا پھول
وہ ریحانِ ریاضِ شہ کرامت
کمالات و محاسن کا وہ پیکر
وہ تصویرِ جمال و جاذبیت
بہ حکمِ حق، جہانِ آب وگل سے
ہوا وہ بندۂ مسعود رحلت
نوازا جائے گا اس کے لیے وہ
جو کی ہے دینِ حق کی اس نے خدمت
ہے تاریخِ وصال ''اسلام کے ساتھ''
۱۳۲
''وہ بندہ باکرامت باسعادت''
۶۶۴ ۷۲
۱۴۰۶=۵۳۸ھ

نتیجہ فکر: محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

حضرت علامہ مولانا حافظ الشاہ محمد مسعود صابری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

○

سال ولادت ۱۳۲۵ھ

بہ الفاظ بہ حساب ابجد

''گلستانِ سعادتِ مصطفیٰ''

''مہر جہاں تابِ حقیقت''

''تصویرِ خوبی''

''بابِ فضیلت''

''زیبِ حدائق بخشش نبی''

''حدائق بخشش'' کی ''ولادت''

کا بھی یہی سال ہے

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''، ''دستارِ فضیلت''

۷۸۶ ۱۲۰۰=۱۹۸۶ء

سال وصال ۱۴۰۶ھ

بہ الفاظ بہ حساب ابجد

''فردوسِ علم و فضل''

''شانِ بزمِ خطابت''

''حسن اعتبارِ علم و حکمت''

''بازیب، پاکیزہ بے شمار خوبیوں کا مالک''

''مسعودِ اہل دل و نظر''

''آوازِ معرفت و صداقت''

سال وصال ۱۹۸۶ء

بہ الفاظ بہ حساب ابجد

''مہ ادب، پیکرِ ذہانت و فطانت''

''فیضانِ رشد و سعادت''

''یُمنِ سراجِ تہذیب''

''شمعِ شبستانِ ایمان''

بہ پاسِ خاطر

استاذ العلماء جمیل العلماء

مخدومی و معظمی حضرت علامہ

مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ العالی

نتیجہ فکر

ذرۂ راہ رسول پاک

(۱۴۳۰ھ)

محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری

حضرت علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمۃ کا مکتوبِ گرامی

مکرمی ومحترمی

حضرت مولانا محمد جمیل احمد صاحب نعیمی زادلطفہ

السلام علیکم

امید ہے کہ آپ مع الخیر ہوں گے۔ میں نے کل کے اخبار میں جناب کے خسرِ محترم کے انتقال اور فاتحہ سوئم کا اعلان پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو فردوسِ بریں میں مقام عطا فرمائے اور آپ حضرات کو صبر کی توفیق!

میری جانب سے تعزیت قبول فرمائیں۔ میں اپنی علالت کے باعث فاتحہ میں شرکت سے قاصر رہا، جس کا مجھے افسوس ہے۔ والسلام

آپ کا مخلص
شمس بریلوی

ازراہِ کرم نزہۃ الخواطر کی جلد ہشتم جو آپ کو مطالعہ کے لیے میں نے پیش کی تھی واپس فرمادیں اور اگر ہوسکے تو ردالمحتار اردو کی جلد اول عاریتاً ایک ہفتے کے لیے مرحمت فرمائیں، شکرگزار ہوں گا۔

۰۲۔۰۸۔۱۹۸۶ء

صابر براری صاحب کا نامہ گرامی

حرفِ تاریخ وفات

''پاک ادا مولانا مسعود احمد چشتی صابری''

پا گئے مسعود احمد بھی وفات
اہلِ سنت کے خطیبِ خوش بیاں
منہمک تھے دین کی تبلیغ میں
جاں نثارِ سرورِ کون و مکاں
صابری چشتی تھے بے شک آنجناب
تھے فدائے حضرتِ غوثِ زماں
ہو عطا یارب انھیں خلدِ بریں
مردِ حق آگاہ تھے وہ بے گماں
کہہ دے صابرؔ ان کا یہ سالِ وفات
''حضرتِ مسعود افروزِ جناں''

۱۹۸۶ء

نتیجہ فکر......محمد عبدالقیوم خان طارق سلطان پوری (حسن ابدال)

حضرت شاہ کرامت اللہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ چشتی صابری)

مادہ ہائے تاریخ (سال وصال)

۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء......مزار مبارک دہلی

۱۳۴۶ھ

فروغِ بزم ھو

تصویر خوبی حبیب

فضیلت طیبہ

حسن واحتشام فقرِ محمد

فردوسِ انوار و برکاتِ مدینہ

حسنِ طیبہ، سعادت وکرامت

طِیبِ بہشتِ حقیقت

خورشید مطلعِ کمالِ بندگی

اوج وافتخارِ اولیاء

مجسمۂ تورع وتقویٰ

یگانہ استاذ زماں

قاسمِ جواھرِ رشد وہدایت

منیر بزمِ معارفِ مثنوی

۱۹۲۷ء

اعزازِ نطق خطیب ذی شان

خورشید طریقت حبیب اللہ

درخشاں آفتابِ جہانِ مصطفیٰ

عظمتِ دنیائے فقرِ نبی

بصیرت کا چراغ

ذاخر ادب و پاکی فقر

خورشیدِ علم وکرامت

قطعۂ تاریخ (سالِ وصال)

گلابِ باغِ امداد للّٰہی تھا — تھا جس میں رنگِ بستانِ محمد
تمام عمر عظمت توحید کے ساتھ — بیاں کرتا رہا شانِ محمد
مدرّس احترامِ مصطفیٰ کا — وہ عاشق وہ ادب دانِ محمد
علوم ظاہر و باطن کا پیکر — وہ شمعِ حسنِ ایوانِ محمد
خزینہ دار قرآنی حِکَم کا — قسیمِ کنز قرآنِ محمد
معارف آشنا تھا مثنوی کا — اُسے حاصل تھا فیضانِ محمد
تصوف کے حقائق کا وہ محرم — وہ محبوبِ غلامانِ محمد
مہِ اوجِ خطابت تھا وہ جس کے — تھے گرویدہ محبانِ محمد
ہُوا رخصت جہانِ آب وگل سے — ولی حق کا ، ثناخوانِ محمد

رقم طارق نے کی تاریخِ رحلت
"بہشتِ علمِ و عرفانِ محمد"
۱۳۴۶ھ

نتیجہ فکر......محمد عبدالقیوم خان طارق سلطان پوری (حسن ابدال)

مولانا حافظ الشاہ محمد مسعود احمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

مادہ ہائے تاریخ (ولادت/ وصال)

۱۳۴۶ھ/ ۱۹۲۷ء ...... مزار مبارک کراچی

سالِ ولادت	سالِ وصال
۱۳۲۵ھ	۱۹۸۶ء/ ۱۴۰۶ھ
گلستانِ سعادتِ مصطفیٰ	فردوسِ علم وفضل
مہرِ جہان تابِ حقیقت	آوازِ معرفت وصداقت
یابِ فضیلت	شانِ بزمِ خطابت
تصویرِ خوبی	حسنِ اعتبارِ علم وحکمت
موجِ فیوضِ فقر	بازیب، پاکیزہ، بےشمار خوبیوں کا مالک
فروغِ جادۂ طیبہ	مسعودِ اہلِ دل ونظر
شانِ دنیائے معرفتِ طیبہ	۱۹۸۶ء
	شمعِ شبستانِ ایمان
	فیضانِ رشد وہدایت
	یمن سراجِ تہذیب
	مہِ ادب، پیکرِ ذہانت وفطانت

قطعۂ تاریخ (سالِ وصال)

علم میں تھا بلند اس کا مقام　　تھی مثالی بصیرتِ مسعود
شاہ کرامت کا تھا وہ نورِ نظر　　اللہ اللہ عظمتِ مسعود
ملکِ عرفاں کا بادشاہ تھا جو　　اُس سے پائی خلافتِ مسعود
تھی ارادت مبارک و میموں　　قابلِ رشک نسبتِ مسعود
فیض یابِ نعیم و بوالبرکات　　دیکھیے اوجِ قسمتِ مسعود
اس کا وعظ و بیان پُرتاثیر　　دل نشیں تھی خطابتِ مسعود
وہ مزاجِ سعید کا مالک　　اعتراف و جاھتِ مسعود
مژدۂ اجر و مغفرت طارقؔ　　گفتہ ام بسال رحلتِ مسعود.

عطا کی تھی خدائے مصطفیٰ نے　　اُسے عرفاں کی حکمت کی دولت
وہ عکس اسلاف کے جاہ و حشم کا　　بزرگوں کا وہ نقشِ اوج و عظمت
حسیں پیرایۂ نطق و بیاں تھا　　موثر اس کا اندازِ خطابت
نعیمی، اشرفی گلزار کا پھول　　وہ ریحانِ ریاضِ شہ کرامت
کمالات و محاسن کا وہ پیکر　　وہ تصویرِ جمالِ و جاذبیت
یہ حکمِ حق جہانِ آب و گل سے　　ہُوا وہ بندۂ مسعود رخصت
نوازا جائے گا اس کے لیے وہ　　جو کی ہے دینِ حق کی اس نے خدمت
ہے تاریخِ وصال ''اسلام کے ساتھ　　''وہ بندہ، باکرامت باسعادت''
۱۳۲　　۱۲۷۴

۱۳۲ + ۱۲۷۴ = ۱۴۰۶ھ

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری مدظلہ العالی ★

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری مدظلہ العالی کے بزرگوں کا آبائی علاقہ سہارن پور ہے اور سہارن پور سے آپ کے بزرگوں نے مشرقی پنجاب کے شہر انبالہ کا رخ کیا اور بعدازاں تقسیم ہند کے حضرت اپنے والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ لاہور میں آگئے اور یہاں شاہ عالم گیٹ میں قیام پذیر ہوئے جبکہ ۱۹۵۰ء میں آپ اپنے خاندان کے ساتھ لاہور سے کراچی منتقل ہو گئے۔

علامہ جمیل احمد نعیمی کی ولادت ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء کو انبالہ میں ہوئی۔ آپ نے چار سال کی عمر میں تعلیم کا سلسلہ شروع کیا اور ناظرۂ قرآن پانی پت کے مشہور قاری حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل سے پڑھا۔ آپ نے دنیاوی تعلیم مڈل تک حاصل کی اور پھر نامساعد حالات کی وجہ سے تعلیم کا مزید سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔

دینی تعلیم میں آپ نے حضرت علامہ مولانا محمد وارث چشتی، حضرت مولانا مسعود احمد چشتی، مولانا قاضی محمد زین العابدین نقشبندی اور حضرت مولانا محمد ارشاد جیسے مایہ ناز اساتذۂ کرام سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ کا یہ تعلیمی سلسلہ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۵۲ء تک محیط رہا۔ پھر ۱۹۵۲ء سے لے کر ۱۹۶۰ء تک آپ نے تاج العلماء مولانا مفتی عمر نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے مزید تعلیم حاصل کی۔

۱۹۵۲ء میں علامہ جمیل نعیمی صاحب نے اسی مدرسہ میں اپنے استاد اور سسر حضرت مولانا مسعود احمد چشتی صابری علیہ الرحمہ سے صرف، نحو میر، منطق و فلسفہ اور

★ یہ مختصر تعارف حضرت کی سوانح حیات پر مشتمل کتاب ''حیاتِ جمیل مع افکارِ جمیل'' سے ملخص ہے۔

دورۂ حدیث تک کتابیں مکمل کیں۔اس کے بعد اسی ادارے میں آپ مدرس مقرر ہوئے اور موقوف علیہ تک آپ کتابیں پڑھاتے رہے۔

جون 1960ء میں آپ کو آرام باغ کراچی میں سند فراغت عطا کی گئی اور آپ کی دستار فضیلت کی مجلس انعقاد پذیر ہوئی۔اس مجلس میں عالم اسلام کی ممتاز شخصیات غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی، حضرت مولانا ضیاء القادری بدایونی، حضرت مولانا سید عبد السلام باندوی، پیر فاروق رحمانی جیسے نابغہ روزگار شخصیات کے علاوہ حضرت کے استاذ محترم تاج العلماء مولانا محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اوراس وقت کے سفیر عراق پیر عبدالقادر نے بھی خصوصی شرکت کی۔

آپ، امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کے نامور خلیفہ قطب مدینہ حضرت ضیاالدین مدنی کے دست حق پر بیعت ہوئے اور آپ کو آپ کے سسر محترم مولانا مسعود احمد چشتی نے بھی خلافت عطا فرمائی۔

علومِ اسلامیہ عربیہ سے فراغت کے بعد علامہ نعیمی صاحب نے کچھ عرصہ دارالعلوم مخزن عربیہ اور دارالعلوم مظہریہ آرام باغ کراچی میں اور کچھ عرصہ کراچی کے مسلم ہائی اسکول میں بھی تدریسی خدمات سرانجام دیں۔اس کے بعد دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں تدریسی خدمات شروع کردیں۔آپ کا شمار دارالعلوم نعیمیہ کے بانی ارکان میں ہوتا ہے۔اس وقت دارالعلوم نعیمیہ کراچی کے ٹرسٹی ہونے کے ساتھ ساتھ استاذ الحدیث اور ناظم تعلیمات کے عہدے پر فائز ہیں۔

استاذ العلماء جمیل ملت علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی کے علم وفضل کی شہرت شرق وغرب تک پھیلی ہوئی ہے، ہزاروں تشنگان علم وفیض آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم کی پیاس بجھاتے رہے ہیں۔آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہزاروں دلوں کے اندر جذبہ عشق رسول ﷺ موجزن کیا۔۱۹۶۰ء سے لے کر ۱۹۶۶ء جو طلبہ دورۂ حدیث

شریف حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی سے پڑھتے تھے، وہ موقوف علیہ میں علامہ جمیل احمد نعیمی سے پڑھتے تھے۔علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب میں صوفیانہ رنگ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے، لیکن ان روایتی صوفیوں کی طرح نہیں کہ جن کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن اور وہ زاغ ہیں شریعت مصطفوی سے کوسوں دور ہیں۔علامہ نعیمی رسم شبیری کو اپنی منزل سمجھتے ہیں۔آپ غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ،سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور قطب مدینہ حضرت ضیاءالدین احمد مدنی کے طریق تصوف کو روحانیت کا حسین امتزاج سمجھتے ہیں۔

حضرت کو ۱۹۶۳ء میں پہلی مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی حاضری نصیب ہوئی۔۱۹۸۰ء میں دوسری مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کی اور گیارہ مرتبہ عمرہ کی صورت میں روضہ رسول ﷺ کی حاضری نصیب ہو چکی ہے۔

علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب محبت رسول ﷺ کے جذبے سے ہمیشہ سرشار رہتے ہیں۔ جب بھی دورانِ گفتگو سرکار دو عالم ﷺ کا نام نامی آتا ہے، حضرت کی آنکھیں نمناک اور آواز گلوگیر ہو جاتی ہے اور علمائے اہلسنّت جو اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہیں، ان سے قلبی عقیدت کا اظہار بھی آپ کی گفتگو سے ہوتا ہے۔اہلسنّت کی تاریخ لمحہ بہ لمحہ آپ کے سینے میں منقش ہے۔آپ اکابرین اہلسنّت میں کسی شخصیت کا بھی حضرت سے تذکرہ کریں، ان کی زندگی سے متعلق اتنی معلومات ، ان کے وارثین اور معتقدین کے پاس بھی نہیں، جتنی علامہ نعیمی کے پاس ہیں۔

علامہ نعیمی کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ اہلسنّت کے کسی بھی جریدہ کو مالی امداد کی ضرورت ہو یا پسماندہ علاقوں میں قائم مدارس اہلسنّت کو مالی اعانت کی ضرورت ہو تو علامہ نعیمی دیدہ دل فرش راہ ہوتے ہیں اور اکابرین اہلسنّت کی کتابوں کو خرید کر آگے تقسیم کرنا ہو تو علامہ نعیمی اس کارِ خیر میں بھی آپ کو صف اوّل میں نظر آئیں گے۔

مستحق طلبہ کی مالی اعانت کرنا حضرت جمیل العلماء کا خاصہ ہے۔

علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی انتہائی منکسر المزاج ، روشن خیال، عالم باعمل ،متانت سنجیدگی کے پیکر، اسلاف کی نشانی ، انجمن طلبائے اسلام کے بانی ، گفتگو میں نرمی، محبت و شفقت کے پیکر، پاسبانِ ناموسِ رسالت ، نقیب عظمتِ مصطفیٰ ﷺ ، عبادت و ریاضت میں استقامت ، علم وعمل کے عظیم پیکر، محبت و اخلاق کا سر چشمہ اور ''العلماءُ ورثۃُ الانبیاء'' کے مصداق عالم دین ہیں۔

آپ کی شخصیت فکر و انقلاب کا حسین امتزاج ہے۔آپ دار العلوم نعیمیہ کراچی کے بانی اراکین میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں، تاحال بحیثیت ناظم تعلیمات خدمات سر انجام دینے کے ساتھ ساتھ بزمِ نعیمی کے سر پرست بھی ہیں، آپ کو طلبہ کے قلوب میں عشق مصطفیٰ ﷺ کے شمع فروزاں کرنے اور عالمگیر غلبہ اسلام کے لیے سرگرمِ عمل واحد نمائندہ طلبہ تنظیم انجمن طلبہ اسلام کے بانی ہونے کا شرف حاصل ہے جو ایک اعزاز اور سعادت ہے۔آپ نے حج و عمرہ و زیارت اور تبلیغ دین کے لئے کئی ممالک کا دورہ کیا جن میں حرمین شریفین ، عراق ، ایران ، سری لنکا، بھارت اور متحدہ عرب امارت برطانیہ شامل ہیں۔آپ نے ۱۹۵۳۔۱۹۷۴ میں چلنے والی تحریک ختم نبوت اور ۱۹۷۷ میں تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔آپ نے اپنے استاذِ محترم محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر ۱۹۵۶ سے تاحال سبز مسجد صرافہ بازار میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

الشجرة المباركة

حضراتِ چشتیہ صابریہ

قدس اللّٰہ اسرارہم

وافاض علینا برکاتہم وفیوضاتہم

ونعمائہم بہما وشفاعاتہم وکراماتہم

بسم الله الرحمن الرحيم

هذه شجرة طيبة اصلها ثابت و فرعها فى السماء

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ اللّٰهُ الْاَعْظَمُ.

١. وبجاهِ سيدنامحمدرسول الله صلى الله تعالٰى عليه وآله وسلم.

٢. وبجاهِ سيدنا على ابن طالب رضى الله تعالٰى عنه.

٣. وبجاهِ سيدنا امام حسن بصرى رضى الله تعالٰى عنه

٤. وبجاهِ سيدنا عبدالواحد رضى الله تعالٰى عنه

٥. وبجاهِ سيدنا فضيل بن عياض رضى الله تعالٰى عنه

٦. وبجاهِ سيدنا سلطان ابراهيم بن ادهم رضى الله تعالٰى عنه

٧. وبجاهِ سيدنا حذيفه مرعشى رضى الله تعالٰى عنه

٨. وبجاهِ سيدنا ابوهبيرة البصرى رضى الله تعالٰى عنه

٩. وبجاهِ سيدنا ممشاد علو دينورى رضى الله تعالٰى عنه

١٠. وبجاهِ سيدنا ابو اسحاق شامى رضى الله تعالٰى عنه

١١. وبجاهِ سيدنا ابى احمد ابدال چشتى رضى الله تعالٰى عنه

١٢. وبجاهِ سيدناابو محمد محترم رضى الله تعالٰى عنه

١٣. وبجاهِ سيدناابويوسف چشتى رضى الله تعالٰى عنه

١٤. وبجاهِ سيدنامودود چشتى رضى الله تعالٰى عنه

١٥. وبجاهِ سيدناحاجى شريف زندانى رضى الله تعالٰى عنه

١٦. وبجاهِ سيدنا عثمان هاروَنى رضى الله تعالٰى عنه

١٧. وبجاهِ سيدنا امام الطريقة معين الدين حسن سنجرى رضى الله تعالٰى عنه

۱۸. وبجاہِ سیدنا بختیار کاکی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۱۹. وبجاہِ سیدنافرید الدین گنج شکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۲۰. وبجاہِ سیدنا مخدوم علاؤالدین صابر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۲۱. وبجاہِ سیدنا شمس الدین ترک پانی پتی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۲۲. وبجاہِ سیدناجلال الدین پانی پتی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۲۳. وبجاہِ سیدنا عبدالحق ردولوی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۲٤. وبجاہِ سیدنا شیخ احمد ردولوی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۲۵. وبجاہِ سیدنا شیخ محمد ردولوی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۲٦. وبجاہِ سیدنا قطب العالم عبدالقدوس گنگوھی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۲۷. وبجاہِ سیدنا جلال الدین تھانیسری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۲۸. وبجاہِ سیدنا نظام الدین بلخی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۲۹. وبجاہِ سیدنا ابوسعید گنگوھی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۳۰. وبجاہِ سیدنا شیخ محب اللّٰہ الہٰ آبادی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۳۱. وبجاہِ سیدنا شاہ محمدی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۳۲. وبجاہِ سیدناشاہ محمد مکّی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۳۳. وبجاہِ سیدنا شاہ عضدالدین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۳٤. وبجاہِ سیدنا عبدالھادی امروھوی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۳۵. وبجاہِ سیدنا عبدالباری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۳٦. وبجاہِ سیدنا الحاج عبدالرحیم شھید ولایتی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۳۷. وبجاہِ سیدنا میانجی شاہ نور محمد جھنجھانوی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ
۳۸. وبجاہِ سیدناومولانا وھادینا حاجی شاہ امداد اللّٰہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ

۳۹. وبجاہِ سیدنا ومولانا الشاہ محمد کرامت اللّٰہ چشتی صابری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ

۴۰. وبجاہِ سیدنا الشاہ محمد مسعود احمد چشتی صابری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ

اِرْحَمِ الْعَبْدَ الضَّعِیْفَ وَاَخِی الْعَزِیْز

وارزقھما محبتك ومعرفتك وحظا وافراً من برکاتھم وکمالاتھم وزدھما ذوقاً وشوقاً الی لقائك یا ارحم الراحمین.

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی سیدنا محمد وعلٰی آلہ واصحابہ وبارك وسلم

شاہا ز کرم برمن درویش نگر — بر حالِ من ودریش نگر

ہر چند نیم ،لائق بخشائش تو — برمن ،منگر، بر کرم خویش نگر

ترجمہ: اے میرے بادشاہ مجھ فقیر کے حال پر نظر فرمائیں، مجھ دل شکستہ کی حالت پر توجہ فرمائیں، ہر چند کہ میں آپ کی بخشش کے لائق نہیں ہوں، میری (بری) حالت پر نظر نہ فرمائیں بلکہ اپنے کرم پر نظر کرتے ہوئے مجھ پر کرم فرمائیں۔

★

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَحْمَدُاللّٰهَ بِجَمِيْعِ مُحَامِدِهٖ كُلِّهَا مَاعَلِمْتُ مِنْهَا وَمَالَمْ اَعْلَمْ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدٍوَّ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

شاغل اشغالِ قلبیہ کوضرور ہے کہ سوائے فرائض، واجبات اور سنن کے بعد اوراد ووظائف جو مددگار اور قوت بخشنے والے، صفائی دل اور جلا دینے والے روح کے ہوں عمل میں لائیں۔ اس لئے ایک شخص عقیدت مند حضرت امام السالکین پیشوائے عارفین کامل اکمل مولانا سیدنا وہادینا حاجی شاہ امداداللہ صاحب چشتی صابری مہاجر مکی کو جو کچھ کہ بزرگان طریقت سے حاصل ہوا، اس کو تحریر کرتا ہے، جیسا کہ نماز تہجد کی بارہ رکعتیں یا آٹھ ہیں اور نماز اشراق کی چھ رکعتیں ہیں اور نماز چاشت کی چار رکعتیں ہیں بارہ تک۔

اور صلوٰۃ الاوّابین کی چھ رکعتیں ہیں بیس تک اور چار رکعتیں سنت قبل ظہر اور چار سنتیں قبل عصر اور چار سنتیں قبل عشاء اور روزِ جمعہ کے صلوٰۃ التسبیح اگر فراغ ہو پڑھے اور ترکیب اس کی یہ ہے کہ ہر رکعت میں بعد قرأت کے پندرہ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۔ پڑھے اور رکوع میں دس بار، قومہ میں دس بار، سجدے میں دس بار، جلسہ میں دس بار، دوسرے سجدے میں دس بار اور بعد سجدے دوسرے میں دس بار پس ہر رکعت میں پچھتر بار اور چار رکعتوں میں تین سو بار پڑھے۔ اگر طاقت ہو تو اس نماز کو روز ایک بار پڑھے، ورنہ ہفتے میں ایک بار یا مہینے میں ایک بار یا سال میں یا تمام عمر میں ایک بار پڑھے اور چار رکعتوں میں اس سورتوں کو پڑھے یعنی سورۃ التکاثر، سورۃ العصر، سورۃ الکٰفرون اور قل ھواللہ احد پڑھے اور سورتیں بھی مروی ہیں جیسے سبح اسم اور مسبحات، مگر یہ سب میں بہتر ہیں۔

اور تین روزے ایامِ بیض کے یعنی ہر چاند کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کو روزے رکھے اور روزہ پنجشنبہ (جمعرات) اور دوشنبہ (پیر) کا اور چھ روزے ماہِ شوال اور نو روزے اوّل ماہِ ذی الحجہ کے اور روزہ عاشورہ محرم کا اور آٹھ روزے اول ماہ رجب اور شعبان کے رکھے اور تلاوت قرآن مجید جس قدر ہو سکے۔ اولیٰ یہ ہے کہ چالیس روز میں ختم کرے۔

وظائف صبح:

اور درمیان سنت اور صبح فرض کے اکتالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ حضورِ دل سے معنوں پر خیال کر کے پڑھے اور بعد نمازِ صبح کے کلمہ چہارم لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَحَيٌّ لَّايَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ دس بار پڑھے اور سورۂ یٰسین شریف ایک بار پڑھے اور ایک ترکیب سورۂ یٰسین پڑھنے کی یہ ہے:

اول ایک بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ پڑھے۔ بعد اس کے سورۂ مذکور پڑھے۔ جب سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ پر پہنچے تو اسی آیت کو ۴۱ بار تکرار کرے اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ سو بار پڑھے اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، سو بار پڑھے اور لاحول مع بسم اللہ کے ایک سو بار پڑھے اور سو بار کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھے اور اکتالیس بار يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُكَ اَنْ تُحْيِيْ قَلْبِيْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا يَااَللّٰهُ بہ حضورِ قلب پڑھے اور درود شریف سو بار۔ یعنی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِ نَامُحَمَّدٍ بَعْدَ كُلِّ شَيْئٍ مَّعْلُوْمٍ لَكَ پڑھے۔

وظائف ظہر:

بعد نماز ظہر کے سو بار کلمہ طیبہ اور سو بار درود شریف جو اوپر مسطور ہوا پڑھے اور سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا ایک بار اور منزل دلائل الخیرات پڑھے اور پانچ سو بار اَللّٰہُ الصَّمَدُ اس ترکیب سے پڑھے کہ قل ھو اللہ احد کہہ کے جب اللّٰہ الصمد پر پہنچے تو اس لفظ کو تکرار کرے۔ پانچ سو بار پھر باقی تمام سورت مکمل کردے اور سورۃ اذا جاء نصر اللہ اکیس بار پڑھے۔

وظائف عصر:

نماز عصر کے بعد عم یتساءلون ایک بار پڑھے اور سو بار آیت کریمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھے۔

وظائف مغرب:

نماز مغرب کے بعد ایک بار سورۂ واقعہ پڑھے اور سو بار کلمہ طیبہ اور درود شریف سو بار پڑھے اور اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ اکتالیس بار حضورِ دل سے پڑھے۔

وظائف عشاء:

نماز عشاء کے بعد سورہ سجدہ یا سورۂ ملک ایک بار پڑھے اور سو بار کلمہ طیبہ اور درود شریف اور ایک سو ایک بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ حضورِ دل سے پڑھے۔

وظائف صبح و شام:

دو وقت شام و صبح کو سید الاستغفار ایک بار یعنی

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا

عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْلِىْ فَاِنَّهٗ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.

پڑھے اور پانچوں کلمے اور آمنت باللہ اور ننانوے نام اللہ جل شانہ کے اور آیت الکرسی ایک بار پڑھے اور آیت ''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ'' سے آخر سورت تک ایک بار پڑھے اور اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تین بار پڑھے اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ تین بار پڑھ کر آیاتِ اخیر سورۃ الحشر یعنی ھو اللہ الذی سے آخر تک ایک بار پڑھے۔ اور بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَايَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْئٌ فِى الْاَرْضِ وَلَافِى السَّمَآءِ وَهُوَالسَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تین بار پڑھے اور رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا تین بار پڑھے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ سات بار پڑھے اور اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِىْ مِنَ النَّارِ سات بار پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ سات بار پڑھے اور دعائے حزب البحر کو اگر ہو سکے تو ایک بار پڑھے۔ مسبعات عشر بعد نماز صبح قبل طلوعِ آفتاب اور بعد نماز عصر قبل غروب آفتاب مسبعات عشر کو پڑھے یعنی دس چیزیں ہیں کہ سات سات بار پڑھتے ہیں۔ اوّل سورۃ فاتحہ سات بار پھر سورۃ الناس سات بار پھر سورۃ الفلق سات بار اور سورۂ اخلاص سات بار، سورۃ الکافرون سات بار، آیت الکرسی سات بار، کلمہ تمجید سات بار، درود شریف سات بار، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ وَلِوَالِدَىَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَ بِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ سات سات بار اَللّٰهُمَّ يَارَبِّ افْعَلْ بِىْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّ اٰجِلًا فِى الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَااَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَامَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ

مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَحِيْمٌ اس دعا کو سات بار پڑھے۔ وظیفہ ہر نماز کے بعد اور بعد ہر نماز کے پانچوں وقت آیت الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ تینتیس بار اور الحمدللہ تینتیس بار اور اللہ اکبر تینتیس بار اور کلمہ چہارم یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَحَيٌّ لَّايَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ٥ پڑھے اور ایک بار اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ایک بار اور اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ رِضَاءَكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ وَمِنَ النَّارِ ایک بار پڑھے۔

(**متفرقات**) وقت شروع کھانے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ بعد فراغ کھانے کے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَاوَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اور سوتے وقت سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی اور تینوں قل یعنی قل ھواللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس تین تین بار پڑھے اور اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادَكَ پڑھے اور وقت جاگنے کے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ اور لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ اور اگر ممکن ہوتا تو معشرات السبع بھی پڑھے یعنی وہ سات کلمے ہیں کہ ایک ایک کو دس مرتبہ پڑھتے ہیں۔

وہ کلمے یہ ہیں اول اَللّٰهُ اَكْبَرُ دس بار، دوسرا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ دس بار، تیسرا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ دس بار، چوتھا سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ دس بار، پانچواں لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دس بار، چھٹا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ دس بار، ساتواں، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ ضَيْقِ الْمُقَامِ الدُّنْيَا

وَضِیقِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ دس بار پڑھے اور پاخانہ میں جاتے وقت اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبائِثِ اور نکلتے وقت غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَاللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُكَ رِضَائِكَ معمول رکھے۔ بعد نماز تہجد کے توبہ اور استغفار عجز اور انکسار سے کر کے اور ہاتھ اٹھا کے یہ دعا بہ حضور قلب اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا یَااَللّٰهُ یَااَللّٰهُ تین یا سات بار تکرار کرے اور گیارہ بار استغفار اور گیارہ بار درود شریف پڑھے۔ چار زانو بیٹھے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور جو انگلی اس کے پاس ہے۔ اس سے رگ گیماس کہ بائیں زانو کے اندر ہے۔ محکم پکڑے اور کمر کو سیدھا رکھے پھر دلجمعی سے ہیبت اور حرمت اور تعظیم تمام کے ساتھ خوش الحانی سے ذکر شروع کرے۔ بعد اعوذ و بسم اللہ کے باخلاص تمام تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت پڑھ کے سر کو قلب کی طرف کہ زیر پستان چپ فاصلہ وانگشت کے واقع ہے جھکا کے کلمہ لا کو قوت و سختی سے دل کے اندر سے کھینچے اور لا کو داہنے مونڈھے پرے جا کے سر کو پشت کی طرف مائل کر کے تصور کر کے کہ غیر اللہ کو دل سے نکال کر پس پشت ڈال دے اور دم تصور کر کے کہ عشق اور نور الٰہی دل میں داخل کیا اسی طرح اس نفی اور اثبات کو فکر میں اور ملاحظہ اور واسطے کے ساتھ دو سو بار کہے اور اس ذکر میں نو بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دسویں بار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک کلمہ شہادت کہے۔ لیکن مبتدی کلمہ لا الٰہ میں لا معبود اور متوسط میں لا مقصود اور منتھی لا موجود ملاحظہ کرے۔ اس کے بعد لمحہ در لمحہ مراقب ہو کے تصور کر کے فیضانِ الٰہی عرش سے میرے سینے میں آتا ہے۔ طریق ذکر اثبات مجرد پھر دوزانو بیٹھے اور کمر کو سیدھی کرے اور اس کو داہنے مونڈھے پر لے جا کر لفظ اِلَّا اللّٰه کو زور اور سختی سے دل پر ضرب کرے اور اس کو چار سو بار دم کرے پھر

بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے اور لحہ درلحہ مراقب رہے اور کلمہ لاالـہ میں ملاحظہ مفہوم اور معنی لاموجود کا کرے اس واسطے کہ مقصود نفی غیر کی ملاحظہ میں ہے اور اس ذکر میں دسویں بارہویں مرتبہ لفظ اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ اس کو یعنی لاموجود بالامقصود اول شامل کر کے باقی ملاحظہ میں رہے۔ طریق ذکر اسم ذات پھر ذکر اسم ذات اللہ اللہ کا کرے، اس طرح سے کہ اول حروف ھاء لفظ اللہ کو ساکن کرے یعنی جزم دے اور آنکھیں بند کر کے اور سر کو دہنے مونڈھے پر لا کے لفظ مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب جہر اور قوت سے دل پر مارے، اس ذکر اسم ذات دو ضربی کو چھ سو بار دمادم ضرب کرے لیکن دسویں بار اللّٰہ حاضری اللّٰہ ناظری اللّٰہ معی مع ملاحظہ معنوں کے کہتا رہے۔ تا کیفیت اور لذت ذکر کی اور دفع غفلت اور خواب حاصل ہو بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ اور ایک بار کلمہ شہادت کہے پھر ایک ضربی اسی طرح سر کو جانب داہنے مونڈھے کو کج کر کے لفظ مبارک اللہ کو دل پر سو بار بار دمادم ضرب کرے بعدہٗ تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہہ کے درود شریف اور استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھ کے دعا مانگے اور مناجات کرے کہ الٰہی تو ہی مقصود اور رضا تیری مطلوب ہے۔ ترک کیا میں نے دنیا اور آخرت کو واسطے تیرے عطا کر مجھ کو نعمتیں اپنی اور وصول تام درگاہ مقدس اپنی میں۔ آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی سیدنا و مولانا و شفیعنا محمد
و اٰله و اصحابه بارك وسلم.

تاریخ ہائے وصال ومقام

۱۔ بنی ہاشم قبیلہ قریش وفات روز دوشنبہ یکم یا دوربیع الاول ۱۱ھ ہجری، مدفن حجرۂ عائشہ صدیقہ، واقع مسجد نبوی مدینہ منورہ۔

۲۔ برادر عم زاد، دامادِ رسول اللہ ﷺ شب دوشنبہ وفات ۲۱ رمضان ۳۹ھ، مزار در نجف

۳۔ از مولیٰ انصار وفات غرہ رجب یا ۴ محرم الحرام، مزار در بصراہ ست

۴۔ وفات ۴ صفر ۷۷اھ یا ۱۲۶ ہجری، مزار در بصرہ است

۵۔ وفات ۴ ربیع الاوّل ۱۸۷ھ مزار در مکہ معظّمہ

۶۔ فاروقی غرہ ماہ شوال ۱۶۲ھ، مزار در ملک شام قریب مزار لوط علیہ السلام

۷۔ وفات ۴ شوال ۲۵۲ھ یا ۲۰۶ھ، بروایت حاجی محمد اکبر صاحب رامپوری ۱۴ شوال

۸۔ وفات ۷ شوال ۲۸۷ھ، مزار در بصرہ است

۹۔ وفات ۴ محرم ۲۹۹ھ یا ۲۹۸ ہجری یا ۱۴ محرم الحرام

۱۰۔ وفات ۱۴ ربیع الاخر ۳۲۹ ہجری، مزار در عکہ بلادِ شام است

۱۱۔ سید حسنی وفات یکم جمادی الآخر یا ۳ جمادی الآخر ۳۵۵ ہجری، مزار در قریہ چشت ملک خراساں است

۱۲۔ وفات ۱۴ ربیع الاول رجب ۴۱۱ھ یا ۴۲۱ ہجری، مزار در چشت است

۱۳۔ سید حسنی و خواہر زادہ حضرت محمد محترم وفات ۳ رجب ۴۵۹ھ، مزار در چشت است

۱۴۔ سید حسنی وفات غرہ رجب ۵۲۱ھ، مزار در چشت است

۱۵۔ وفات ۳ یا ۱۰ رجب ۶۲۰ھ، مزار در زندنہ علاقہ بخارا

۱۶۔ وفات ۶ ماہ شوال ۶۱۷ھ، مزار در مکہ معظّمہ

۱۷۔سید حسنی وفات شب یک شنبہ یا رروز دوشنبہ ۶ ر رجب ۶۳۲ یا۶۳۳ ھ، مزار دراجمیر است

۱۸۔وفات ۱۴ ربیع الاوّل ۶۲۴ھ ۶۳۳ ھ، مزار درکہنہ دہلی کہ حالا یمہر ولی فامرزست متصل حوض شمسی

۱۹۔فاروقی وفات شنبہ یا روز سہ شنبہ محرم ۶۶۴ ھ یا ۶۶۶ھ یا ۶۷۰ ھ یا ۶۹۰ ھ، مزار در پاک پتن

۲۰۔وفات ۱۳ ربیع ۶۹۰ ھ، مزارہ کنارہ کلیر متصل روڑ کی کہ پیران کلیر نام دارد

۲۱۔وفات ۱۹ شعبان ۷۱۵ھ، مزار در پانی پت کنارہ شہر

۲۲۔عثمانی وفات ۱۳ ربیع الاوّل ۷۶۵ ہجری مزار در پانی پت است

۲۳۔فاروقی وفات ۱۵ جمادی الآخر ۷۳۸ یا ۷۳۷ھ، مزار درردلی است

۲۴۔فاروقی وفات ۱۷ صفر، مزار درردلی است

۲۵۔فاروقی وفات ۲۱ شعبان، مزار در دلی است

۲۶۔نعمانی از اولادِ امام اعظم ابوحنیفہ کوفی وفات ۲۳ جمادی الآخر ۹۳۴ ھ، مزار در گنگوے درمحلّہ سرا

۲۷۔فاروقی وفات روز ۲۵ جمعہ یا ۴ ذی الحجہ ۹۰۹ ھ ہجری مزار در تھانیسر است

۲۸۔فاروقی وفات ۸ رجب ۱۰۳۵ ہجری مزار در بلخ است

۲۹۔نعمانی نوشیردانی از اولادِ امام عظم وفات ۲ ربیع الاول، مزار در گنگوہ محلّہ سرائے

۳۰۔صدیقی وفات ۹ رجب روز پنجشنبہ ۱۰۵۸ھ، مزار در الٰہ آباد است

۳۱۔سید مولد امروہہ وفات ۳ رجب ۱۱۰۷ھ، مرقد در اکبر آباد است

۳۲۔سید مولد مکہ وفات ۱۱ رجب مدفن امروہہ

۳۳۔سید برادرزادہ حضرت محمدی وفات ۲۷ رجب ۱۱۷۲ھ ہجری مزار درامروہہ

۳۴۔سید صدیقی جد حضرت عبدالباری وفات روز جمعہ ۴ رمضان ۱۱۹۰ھ، مزار در امروہہ

۳۵۔سید یا صدیقی نبیرہ حضرت عبدالہادی وفات روزِ جمعہ ۱۱ شعبان ۱۱۲۶ھ ہجری مزار در امروہہ

۳۶۔سید فاطمی وفات ۲۷ ذیقعدہ ۱۱۴۶ ہجری مزار در ولایت پنجتا

۳۷۔علوی وفات ۴ رمضان ۱۱۵۹ھ، مزار جھنجانہ، ہندوستان

۳۸۔فاروقی چشتی صابری وفات ۱۳ جمادی الثانی روز چہار شنبہ ۱۳۱۷ھ، مزار مکہ معظّمہ در جنت المعلّٰی

۳۹۔ وفات ۱۴ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ، مزار مبارک دہلی درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ۔ ہندوستان

۴۰۔۲۱ ذیقعد ۱۴۰۶ھ، مزار قبرستان نیو کراچی۔ پاکستان

ایمان کا معیار

امامِ اہلسنّت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

''ایمان کے حقیقی اور واقعی ہونے کو دو باتیں ضروری ہیں۔

(۱) محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم (۲) محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت

تمام جہانوں پر تقدیم، اس کی آزمائش کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی اور کیسی ہی محبت کا علاقہ (تعلق) ہو جیسے تمھارے ماں باپ، تمھارے استاذ، تمھارے پیر، تمھاری اولاد، تمھارے بھائی، تمھارے احباب، تمھارے بڑے، تمھارے اصحاب، تمھارے مولوی، حافظ، مفتی اور تمھارے واعظ وغیرہ وغیرہ اگر وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں ذرا سی بھی گستاخی کریں، اصلاً تمھارے قلب میں اُن کی عظمت، اُن کی محبت کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے، فوراً اُن سے الگ ہو جاؤ، اُن کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال پھینکو، اُن کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے، علاقے، دوستی، الفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، شخصیت، بزرگی، فضیلت کو خاطر میں لاؤ کہ آخر وہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی غلامی کی بنا پر تھا، جب یہ شخص محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی شان میں گستاخ ہوا، پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟''!

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا اہلسنّت کے نام عظیم پیغام

۱...... عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، علوم وفنون کی باقاعدہ تعلیمی سہولیات ہوں۔

۲...... طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نخواہی گرویدہ ہوں۔

۳...... مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کارروائیوں پر دی جائیں کہ لالچ سے جان توڑ کر کوشش کریں۔

۴...... طبائع طلبہ کی جانچ ہو جس کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے، یوں ان میں کچھ مدرسین بنائے جائیں، کچھ واعظین، کچھ مصنفین، کچھ مناظرین پھر تصنیف ومناظرہ میں بھی توزیع (تقسیم) ہو، کوئی کسی فن پر کوئی کسی پر۔

۵...... اِن میں جو افراد تیار ہو جائیں، انھیں تنخواہیں دے کر ملک بھر میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً وتقریراً اور وعظاً ومناظرۃً اشاعتِ دین ومذہب کریں۔

۶...... مذہب کی ترویج واشاعت اور بدمذہبوں کے ردّ کے لیے مصنفوں کو نذرانے دے کر مفید کتب ورسائل تصنیف کرائے جائیں۔

۷...... تصنیف شدہ کتب ورسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت شایع کیے جائیں۔

۸...... شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ بدمذہبوں کی سرکوبی کے لیے اپنی فوجیں میگزین رسالے بھیجتے رہیں۔

۹...... جو ہم میں باصلاحیت افراد موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

۱۰...... آپ کے مذہبی اخبار شایع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں قیمتاً اور بلاقیمتاً روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

PRINTED BY
AL-NASIR RESEARCH ACADEMY, KARACHI.
0300-2080345 , mnkchishti@gmail.com, FB/NasirKhanChishti